اسلامی علوم کے ہندی مصادر

جناب سید محمود حسن صاحب قیصر امروہوی (مسلم یونیورسٹی علی گڑھ)

(۴)

۴- دوسرے ابواب

اس قسم میں جیسا کہ پہلے بیان ہوا دو قسم کے ابواب شامل ہیں:

(الف) وہ باب جو کتاب کے تمام نسخوں میں ملتے ہیں۔

(ب) وہ باب جو صرف بعض نسخوں میں ملتے ہیں۔

پہلی قسم میں حسب ذیل چار ابواب ہیں:

۱- ایلاذ وایراخت وشادرم ملک الہند، یہ باب کسی ہندی الاصل کتاب میں تو نہیں مل سکا لیکن اس کے مضامین کو دیکھ کر اس کے ہندی الاصل ہونے پر حکم لگایا جا سکتا ہے، اس لئے کہ اس میں بدھ اور برہمنوں کے درمیان دشمنی کی تصویر کشی کی گئی ہے، اور برہمنوں پر سب وشتم ہے، یہ قصہ تبتی زبان کی ایک کتاب میں بھی ملتا ہے، اس لئے قرینِ قیاس یہ ہے کہ ہندی ہی سے یہ وہاں پہونچا ہے، اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ کتاب کے بعض نسخوں میں اس باب کو ان ہی ابواب میں رکھا گیا ہے جو ہندی الاصل کہے جاتے ہیں۔

۲- باب اللبوّۃ والاسوار - اس باب میں بھی سابقہ باب کی طرح ہندو عقائد کی ترجمانی ہے، مثلاً تحریمِ گوشت، پھلوں پر زندگی گذارنا وغیرہ - اس لحاظ سے اس کو بھی ہندی الاصل کہہ سکتے ہیں۔

۳ - باب الناسک والضیف - یہ باب نہ سریانی کے قدیم نسخے میں ہے جس کی اصل قدیم پہلوی نسخہ ہے، نہ اس کے مندرجات میں کوئی ایسی چیز ہے جو اس کے ہندی الاصل ہونے پر دلیل بن سکے، بلکہ اس کے برخلاف اس میں تمر (چھوہارہ) کا ذکر ہے جو بالکل عرب کی چیز ہے۔ اب تین ہی صورتیں ہو سکتی ہیں: یا تو پہلوی ترجمے کے وقت اس کا اضافہ کیا گیا ہے اور سریانی ترجمہ میں اس کو چھوڑ دیا گیا، یا عربی ترجمے کے وقت عبداللہ بن المقفع نے اس کو اپنی طرف سے بڑھایا ہے، یا پھر ابن مقفع کے بعد اس کا الحاق کیا گیا ہے، لیکن اس کا اسلوب بیان چونکہ عبداللہ بن مقفع سے ملتا جلتا ہے، اور عربی کے تمام قدیم وجدید نسخوں میں پایا جاتا ہے، اس لئے قریب صحت یہی امر ہے کہ عبداللہ بن مقفع ہی نے اس کا الحاق کیا ہو۔

۴ - باب "ابن الملک واصحابہ" بعض محققین کی رائے ہے کہ یہ قصہ پنچ تنتر کے اس قصے سے ملتا جلتا ہے جو اس کے پہلے باب میں نقل ہوا ہے، لیکن فیلکونر (Falconer) کی رائے ہے کہ یہ مشابہت بہت خفیف ہے اور صرف اس کی وجہ سے دونوں کے ہم اصل ہونے پر حکم نہیں لگایا جا سکتا ہے۔

(ب) وہ ابواب جو صرف بعض نسخوں میں پائے جاتے ہیں، یہ کل تین ۳ باب ہیں:

۱- باب ملک الجرذان: یہ باب صرف استنبول کے کتبہ ایا صوفیا کے نسخہ میں ملتا ہے، جو کلیلہ و دمنہ کا سب سے قدیم مخطوطہ ہے۔ جس کی کتابت ۶۱۸ھ میں ہوئی ہے، اس کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا انداز عبداللہ بن المقفع سے بالکل مختلف ہے۔ بلکہ جگہ جگہ اس میں رکاکت پائی جاتی ہے، دوسری طرف یہ باب سریانی کے قدیم نسخے میں بھی ملتا ہے، اور اس کا یہ سب سے آخری باب ہے، اس بنا پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کی اصل پہلوی میں بھی یہ باب موجود ہوگا، اور عبداللہ بن المقفع نے اس کو چھوڑ دیا۔ اس کے بعد یا تو اسی سریانی کے قدیم نسخے سے یا کسی دوسری کتاب سے اس کا ترجمہ کر کے اس نسخہ میں اس کو بڑھایا گیا ہے، یہی وجہ ہے کہ عربی کے بہت سے نسخوں میں یہ باب نہیں ملتا۔

نلدکہ (Noldeke) کی رائے ہے کہ یہ باب فارسی ہے نہ کہ ہندی جس کی دلیل وہ یہ بتاتا ہے کہ اس میں جو نام آئے ہیں وہ سب فارسی ہیں۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ اثناء باب میں ایک جگہ یہ عبارت آئی ہے —— "فی ارض البراھمہ" (برہمنوں کی زمین میں) یہ انداز کسی ایسی کتاب کا نہیں ہو سکتا جس کا مصنف

ہندی ہو اور ہندوستان میں بیٹھ کر لکھی جائے۔ اس کے علاوہ اس میں انتحار (نفس کو اذیت پہونچانا) کی مذمت ہے۔ جو ایرانیوں کے مذہب سے قریب ہے، ہنود کے یہاں انتحار کو مذہبی حیثیت حاصل ہے۔

۲۔ باب مالک الحزین والبطہ۔ دی ساسی (DE SACY) نے یہ باب بعض نسخوں میں دریافت کیا ہے، لیکن اسی کے ساتھ کاتب کی یہ عبارت بھی ہے کہ یہ باب بعد میں کتاب میں بڑھایا گیا ہے، فیلکو نز کا کہنا ہے کہ یہ باب بعض عربی مخطوطات میں وارد ہوا ہے۔

۳۔ باب الحمامہ والثعلب ومالک الحزین۔ یہ باب مصر اور شام کے قریب قریب تمام مطبوعہ نسخوں میں ملتا ہے سوائے نسخہ مکتبہ ایا صوفیا اور نسخہ دی ساسی کے۔ اصلاً یہ باب ان تراجم میں پایا گیا ہے جو عربی ترجمہ سے ماخوذ ہیں، جیسے اسپینی، عبرانی وغیرہ۔

بظاہر یہ تینوں باب عبداللہ بن المقفع کی تصنیف نہیں ہیں۔

خلاصہ | اوپر کے تمام بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ کتاب کلیلہ ودمنہ کل اکیس[۲۱] باب ہیں ہے جو اس کے مختلف نسخوں میں علی الاختلاف پائے جاتے ہیں، اب اگر مقدمات کے چار اور آخر کے تین باب جو کسی کسی نسخے میں ملتے ہیں۔ چھوڑ دیئے جائیں تو صرف چودہ[۱۴] باب باقی رہتے ہیں۔ ان میں سے نو کا تو ہندی الاصل ہونا ثابت ہوتا ہے بایں طور کہ پانچ باب پنچ تنتر والے اور باب السائح والصواغ جو اس کتاب کے باب اول میں شامل ہے، تین باب مہابھارت والے، باقی پانچ باب ابھی تک کسی ہندی الاصل کتاب میں نہیں دیکھے گئے، ان میں ایک باب[۱] الفحص عن امر دمنہ ہے اور چار باب چوتھی قسم کے، اب نصر اللہ بن عبدالحمید متوفی ۵۱۲ھ کی اس عبارت کو پڑھیے جو اس نے اپنے ترجمے میں باب بعثت برزویہ کے خاتمے پر فہرس کتاب کے عنوان سے دی ہے: کتاب کلیلہ، یہ کل ۱۶ باب ہیں۔ ان میں سے وہ اصلی ابواب جن کے واضع اہل ہند ہیں، دس ہیں، نیز وہ باب جو ایرانیوں نے بڑھائے ہیں، چھ[۶] ہیں۔ اس کے بعد اس نے یہ دسوں ہندی الاصل ابواب گنائے ہیں ان میں ابتدائی پانچ تو وہی ہیں جو پنچ تنتر میں پائے گئے ہیں۔ اور باب الفحص عن امر دمنہ، نیز تین باب مہابھارت والے اور ایک باب الاسوار واللبوۃ۔ وہ ابواب جن کو ایرانیوں نے بڑھایا ہے۔ ان میں دو باب مقدمے کے ہیں اور چار اصل کتاب کے، اس طرح اس کے بیان کردہ ابواب کی فہرست حسب ذیل بنتی ہے:

ہندی الاصل ابواب | (الف) الاسد والثور، الفحص عن امر دمنہ، الحمامۃ المطوقۃ، البوم والغربان، القرد والسلحفاۃ، الناسک وابن عرس (یہ پانچوں باب پنچ تنتر والے ہیں)

(ب) الجرذ والسنور، الملک والسفور، الاسد وابن آدمی (یہ تین باب مہابھارت والے ہیں)

(ج) الاسوار واللبوۃ۔

فارسی الاصل ابواب | (الف) ابتداء کلیلہ ودمنہ (یہ وہ باب ہے جو عربی نسخوں میں باب عرض الکتاب لابن المقفع کے نام سے ہے، لیکن اس نسخے میں وہ بزرجمہر کی طرف منسوب ہے) باب برزویہ الطبیب۔

(ب) الناسک والضیف، ایلاد والبراہمہ، السائح والصائغ، ابن الملک واصحابہ۔

اس کے بعد اب سیلوسٹر دی ساسی کی تحقیق کا ماحصل بھی سن لیجئے۔ دی ساسی وہ شخص ہے جس نے پہلی مرتبہ کلیلہ ودمنہ کا عربی نسخہ ۱۸۱۶ء میں پیرس میں شائع کیا اور اس کے بارے میں اپنی تحقیق کے نتائج کو اپنے مقدمے میں جو فرانسیسی زبان میں ہے، سپرد قلم کیا ہے، اس پورے مقدمے کا خلاصہ یہ ہے کہ کلیلہ ودمنہ کے اٹھارہ ابواب میں سے دو باب اسلامی عہد میں عربی ترجمہ کے وقت بڑھائے گئے اور چھ باب ایران میں پہلوی ترجمہ کے وقت، اس طرح صرف دس باب وہ رہ جاتے ہیں جن کو اصل ہندی کتاب پنچ تنتر کا ترجمہ کہہ سکتے ہیں۔

دو باب جو اسلامی عہد میں بڑھائے گئے، ان میں ایک پہلا باب ہے جس کا مؤلف علی بن شاہ فارس ہے۔ دوسرا باب سوم جس کو عبداللہ بن مقفع نے اپنی طرف سے لکھا ہے، چھ باب جو ایران میں بڑھائے گئے، ان میں ایک چوتھا باب ہے اور بقیہ آخر کے پانچ باب یعنی چودھویں باب سے اٹھارھویں باب تک۔ اس کی دلیل وہ یہ بھی لکھتا ہے کہ کلیلہ ودمنہ کے بعض نسخوں میں جو اس کی دسترس میں تھے، آخری چار ابواب کی تصنیف کی نسبت نوشیرواں کے زمانے میں ایرانیوں کی طرف دی گئی ہے بغیر اس کے کہ اس کے مصنف کا نام لیا جائے لیکن برلن کے ایک مخطوطے میں ان چار ابواب کی نسبت بزرجمہر بختگاں کی طرف دی گئی ہے، اس کے ساتھ اس نے اپنی ایک عام رائے بھی دی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ ابواب جو ایرانیوں نے کتاب پنچ تنتر سے ترجمے کئے ہیں، وہ دخل وتصرف سے خالی نہیں ہیں، بلکہ اصول مطالب اور حکایات کو اس کتاب سے لیا ہے۔ اور پھر اپنے مذاق کے مطابق ان کو ڈھال کر موجودہ شکل میں مرتب کیا ہے، اس محقق کے بیان کے مطابق

برزویہ نے ان مطالب کو جو زردشتی معتقدات کے خلاف تھے، کلیۃً حذف کر دیا ہے اور ایسے تمام موقعوں پر تنہا حکیمانہ اقوال کے ترجمے اور اخلاقی مضامین پر اکتفا کی ہے۔

غرض کہ کتاب کلیلہ ودمنہ جس شکل میں آج موجود ہے، اس کو ہندی اصل کا بالکل صحیح ترجمہ نہیں کہا جا سکتا۔ بلکہ یہ کتاب ہندی اور ایرانی عناصر کا ایک مرکب ہے جس کا کچھ حصّہ اسلام سے قبل اور کچھ حصّہ اس کے بعد اسلامی تعلیمات کی آمیزش کے ساتھ مرتب ہوا۔ نیز وہ حصّہ جو ہندی اصل کا ترجمہ ہے وہ صرف اصولِ مطالب اور حکایات ہیں ورنہ کتاب کی نظم وترتیب اور اُس کی حکایات کی تالیف، یہ برزویہ کا کام ہے۔ کلیلہ ودمنہ پر بعینہٖ یہی تنقید ابوریحان بیرونی کی ہے۔ جس کو اس نے اجمالاً چند سطروں میں بیان کر دیا ہے، ملاحظہ ہو[۱]:

"ویوَدّی ان کنت اتمکّن من ترجمۃ کتاب پنچ تنترا وھو المعروف عندنا بکتاب کلیلہ ودمنہ فانّہٗ تردّد بین الفارسیۃ والھندیۃ ثم العربیۃ والفارسیۃ علی السنۃ قوم لایُؤمن تغییرھم ایاہ کعبد اللّٰہ بن المقفع فی زیادتہ باب برزویہ فیہ قاصداً تشکیک ضعفی العقائد فی الدین وکسرھم الدعوۃ الی مذھب المنانیۃ........

(قسم اپنی محبت کی اگر میں کتاب "پنچ تنتر" کا ترجمہ کر سکتا جو ہمارے یہاں کتاب کلیلہ ودمنہ کے نام سے مشہور ہے، اگرچہ یہ کتاب فارسی اور ہندی پھر عربی وفارسی کے درمیان چکر لگاتی رہی ہے۔ ان لوگوں کی زبانوں پر جن پر یہ اطمینان نہیں کیا جا سکتا کہ وہ اس میں کوئی تغیر وتبدل نہیں کریں گے، جیسے عبداللہ بن مقفع کہ اس نے ضعیف العقائد لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالنے اور مذہب مانی کے عقائد ان کے دلوں میں بٹھانے کی غرض سے حکیم برزویہ کے متعلق ایک باب اصل متن میں بڑھا دیا ہے۔)

کلیلہ ودمنہ کا اثر عربی ادب پر کلیلہ ودمنہ کے عربی میں نقل ہونے کے بعد عربوں میں اس سے ایک عام دلچسپی کے آثار ملتے ہیں، چنانچہ ایک طرف تو شعراء نے نظم کی صورت میں اس کے ترجمے کرنا شروع کئے، دوسری طرف ادباء کو بھی اپنی جولانیٔ فکر کے اظہار کے لئے میدان مل گیا جو اب تک صرف چھوٹے چھوٹے حکم اور مختصر خطبوں تک محدود تھی، ان سب کے نتیجہ میں قصوں نے ایک مستقل فن کی حیثیت اختیار کر لی، اور اس پر تصانیف کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

[۱] تحقیق ماللہند، تحقیق سخاؤ (ص ۷۶)

چنانچہ سب سے پہلی کتاب جو اس فن پر لکھی گئی وہ جاحظ کی کتاب "کتاب البخلاء" ہے جس کا زمانہ تیسری صدی ہجری کے اوائل کا ہے، یہ کتاب مصر وغیرہ سے متعدد مرتبہ چھپ چکی ہے، اس کے بعد ایک خاصی تعداد ایسے مصنفین کی ملتی ہے، جنھوں نے اس فن پر طبع آزمائی کی اور اس فن کو آگے بڑھایا مثلاً عیسٰی بن داب، شرقی بن القطامی ہشام بن الکلبی، ہیثم بن عدی وغیرہ، ان کی مؤلفات میں کتاب مرقس و اسماء، جمیل و بثینہ، کثیر وغیرہ، قیس ولبنیٰ، مجنوں ولیلیٰ، توبہ ولیلیٰ وغیرہ کتابوں کے نام ملتے ہیں [1] لیکن یہ تمام آثار اب مفقود ہیں، اس لئے نہیں کہا جا سکتا کہ ان کا کیا اسلوب تھا اور کس انداز پر لکھے گئے تھے، البتہ اس دور کی تصانیف میں صرف ایک کتاب قصہ عنتر ملتی ہے، جس کا مؤلف شیخ یوسف بن اسمٰعیل ہے، جرجی زیدان اس کے بارے میں لکھتا ہے:[2]

وهی احسن القصص العربية وافيدها وقد عنى الافرنج بنقلها الى السنتهم كاملة وملخصة وطبعت فى العربية مرارا عديدة فى بضعة آلاف صفحة -	عربی قصص میں یہ سب سے بہتر اور سب سے زیادہ مفید قصوں میں ہے، یورپین اقوام نے اپنی زبانوں میں اس کے تراجم پر اپنی پوری توجہ صرف کی ہے، کامل صورت میں بھی اور تلخیص کی شکل میں بھی، عربی میں یہ کتاب متعدد مرتبہ ہزاروں صفحات میں چھپ چکی ہے۔

غالباً اسی زمانہ میں اس فن کی ایک دوسری فارسی کتاب ہزار داستان کا عربی میں ترجمہ ہوا جو الف لیلہ کے نام سے مشہور ہے۔[3]

چوتھی صدی ہجری سے وہ دور شروع ہوتا ہے جب یہ فن ترقی کی منزلوں میں آتا ہے اور جہشیاری کی کتاب "اسماء العرب والعجم" لکھی گئی، اس کے بارے میں ابن ندیم لکھتا ہے:[4]

ابتدأ ابوعبدالله محمد بن عبدوس الجهشيارى صاحب كتاب الوزراء بتاليف كتاب اختار فيه الف سمر من اسمار العرب والعجم والروم وغيرهم، كل جزء قائم	ابو عبداللہ محمد بن عبدوس جہشیاری مؤلف کتاب الوزراء نے ایک ایسی کتاب کی ابتدا کی جس میں اس نے عرب وعجم اور روم وغیرہ کے قصوں میں سے ایک ہزار منتخب قصے جمع کئے، ان میں ہر قصے کی اپنی ایک مستقل حیثیت تھی، دوسرے پر اس کی تکمیل کا

[1] ابن ندیم: فہرست (ص ۴۳۹) [2] جرجی زیدان: تاریخ آداب اللغۃ العربیہ (۲/۲۹۲) [3] ابن ندیم: فہرست (ص ۴۳۸)
[4] " (ص ۴۳۷)

بذاته لا یعلق بغیرہ واحضر المسامرین، فاخذ عنهم احسن ما یعرفون ویحسنون، واختار من الکتب المصنفة فی الاسمار والخرافات ما یحلو بنفسه	انحصار نہ تھا، اس نے مختلف قصہ گویوں کو بلا کران سے اچھے اچھے قصے سنے اور اپنے انداز پر ان کو نقل کیا، اسی ~~کے~~ ساتھ داستان وقصص پر اب تک جو کتابیں لکھی جا چکی تھیں، ان سے بھی اس نے انتخاب کیا۔

ریڈم متزنے ابن ندیم کی مذکورہ بالا عبارت کو بتمام نقل کیا ہے اور اس پر یہ نوٹ دیا ہے[1]

"یہ قصے وہ ہیں جو اپنی نوعیت کے لحاظ سے ان قدیم قصوں سے بالکل مختلف ہیں جو ابن قتیبہ اور ابن عبد ربہ وغیرہ نے اپنی اپنی تالیفات میں نقل کئے ہیں، اس لئے کہ ان میں پہلی مرتبہ ہم اسلامی دور کے قصص کا انداز پاتے ہیں"۔

آگے بڑھ کر اس فن نے علمی انداز اختیار کرلیا اور اخوان الصفا نے ایک رسالہ "المناظرۃ بین الحیوان والانسان" لکھا، اس کے بارے میں تمام ادبا اور ناقدین کا یہ فیصلہ ہے کہ اس میں پورا پورا کلیلہ ودمنہ کا رنگ جھلکتا ہے بلکہ گولڈ زیہر (GOLDSEIHER) کا تو یہ خیال ہے کہ "اخوان الصفا" نام ہی کلیلہ ودمنہ سے مقتبس ہے، اس کی دلیل وہ یہ بیان کرتا ہے کہ یہ نام (اخوان الصفا) کلیلہ کے پہلے باب "الحمامۃ المطوقۃ" میں وارد ہوا ہے[2]۔

ان مستقل تصانیف کے علاوہ ایک کثیر تعداد ایسی کتابوں کی بھی ہے جو کلیلہ ودمنہ کی نقل میں لکھی گئیں ۔ اور ان میں بالکل وہی انداز اختیار کیا گیا جو کلیلہ ودمنہ کا ہے۔ ملاحظہ ہوں :

۱۔ ثعلۃ وعفرۃ ۔

کلیلہ ودمنہ کے طرز پر یہ پہلی کوشش ہے، اس کا مصنف تیسری صدی ہجری کا نامور ادیب سہل بن ہارون (۲۱۵ھ / ۸۳۰ء) ہے[3] مسعودی اس کتاب کے بارے میں لکھتا ہے[4]:

وقد صنّف سهل بن هٰرون الکاتب لامیر المومنین المامون کتابا ترجمه ثعلة وعفرة	امیر المومنین مامون کے کاتب سہل بن ہارون نے ایک کتاب بنام ثعلہ وعفرہ تصنیف کی، جس کے ابواب وامثال اس نے

---

[1] الحضارۃ الاسلامیہ (۱/ ۴۱۹) [2] احمد امین : ضحی الاسلام (۱/ ۲۲۱) [3] فہرست ابن ندیم (ص ۱۸۰) قاموس الاعلام (۳/ ۲۱۱) [4] مروج الذہب (۱/ ۶۶)

بعارض بہ کتاب کلیلہ ودمنۃ فی ابوابہ کلیلہ ودمنہ کے معارضہ میں لکھے تھے، یہ کتاب حسن نظم میں وامثالہ، یزید علیہ فی حسن نظمہ۔ کلیلہ ودمنہ پر فوقیت رکھتی ہے۔

۲- الفائف۔

اس کا مؤلف ابوالعلاء معری (۳۶۳-۴۴۹/ ۹۷۳ - ۱۰۵۷) ہے۔ اس کے بارے میں چلپی لکھتا ہے:[۱] " ان ابا العلاء المعری الّف کتابا اسمہ علی مثال کلیلۃ ودمنۃ وھو فی ستین کراسۃ ولم یتم، وان لہ کتاب " منار القائف " یتضمن تفسیرہ فی عشرۃ کراریس۔

(ابوالعلاء معری نے کلیلہ ودمنہ کے انداز پر ایک کتاب تالیف کی تھی جو ساٹھ حصوں میں تھی مگر مکمل نہیں ہو سکی، دوسری کتاب اس کی " منار القائف " ہے جو اسی کتاب کی تفسیر ہے اور دس ابواب میں ہے)

۳- الصادح والباغم۔

یہ کتاب محمد بن صالح بن حمزہ بغدادی معروف بابن الھباریہ (۱۱۱۰/۵۰۴ء)[۲] کی تصنیف ہے۔ چلپی نے اس کے بارے میں لکھا ہے[۳]: کلیلہ ودمنہ کے اسلوب پر یہ ایک منظوم کتاب ہے جو قصائد اور ارجوزوں پر مشتمل ہے اور غرائب مؤلفات میں ہے، مؤلف نے اس کو امیر سیف الدولہ ابوالحسن صدقہ بن دبیس کیلئے نظم کیا تھا، اس میں پہلا باب " الناسك والفاتك ومناظراتھما " اس کے بعد دوسرا باب " البیان ومفاخرۃ الحیوان " ہے پھر باب الادب۔

یہ کتاب مصر اور بیروت سے شائع ہو گئی ہے۔[۴]

۴- درر الحکم فی امثال الھنود والعجم

اس کا مؤلف چھٹی صدی ہجری کا ادیب عبدالمومن بن حسن الصاغانی ہے۔ اس کا ایک مخطوطہ ویانا (Vienna) لائبریری میں محفوظ ہے۔[۵]

---

[۱] کشف الظنون (۲/۱۶۰) [۲] معجم المؤلفین (۱۰/۸۲) [۳] کشف الظنون (۲/۱۰۶۹) [۴] ضحی الاسلام (۱/۲۲۱)
[۵] " "

۵- سلوان المطاع فی عدوان الطباع

تالیف ابو عبداللہ محمد بن ابی القاسم معروف بہ ابن ظفر (۵۹۸/۱۲۰۲ء)[1] اس کتاب میں وحوش و طیور کی زبان سے بادشاہوں کے نوادر اخبار اور قوانینِ حکمت کا بیان ہے، تاج الدین ابو عبداللہ، عبداللہ بن علی سنجاری متوفی ۷۹۹ نے اس کو نظم بھی کیا تھا، اس کے بعد فارسی میں بھی اس کا ترجمہ ہوا جس کا نام "ریاض الملوک فی ریاضات السلوک" ہے[2]

یہ کتاب بھی بیروت اور تونس سے چھپ گئی ہے۔[3]

۶- کشف الاسرار عن حکم الطیور والدواب والازهار

مؤلف عزالدین عبدالسلام بن احمد بن غانم المقدسی (۶۷۸/۱۲۷۹)[4] اس کتاب کے بارے میں سید فواد[5] لکھتے ہیں: جعله موعظة لاهل الاعتبار وضمنه اشارات على السنة الطيور والازهار والحيوانات واسرار الجمادات" مؤلف نے اس کتاب کو عبرت حاصل کرنے والوں کے لئے موعظت کے انداز پر لکھا ہے اور اس میں پرندوں، پھولوں، حیوانات اور اسرار جمادات کی زبان سے اشارے کئے ہیں۔ اس کا ایک قلمی نسخہ جو نویں صدی ہجری کا لکھا ہوا ہے، دارالکتب (۳۹۰۱ ادب ۴۳ ق ۱۳ × ۱۸ سم) میں اور دوسرا نسخہ جو تقریباً بارھویں صدی ہجری کا لکھا ہوا ہے" البلدیہ (۳۹۶۴ ح ۲۸ ق ۱۵ × ۲۱ سم) میں محفوظ ہے۔

۶- فاکهة الخلفاء ومفاکهة الظرفاء-

مؤلف احمد بن محمد الحنفی معروف بہ ابن عرب شاہ (۷۹۱-۸۵۴/۱۳۸۹-۱۴۵۰)[6] کلیلہ ودمنہ کے انداز پر مشہور کتاب ہے[7] مصر اور دیگر مقامات سے متعدد بار چھپ چکی ہے۔

۷- الامثال المنظومه-

مؤلف جلال الدین بن النقاش (قرن نہم) اس کتاب کا ایک مخطوطہ مکتبۂ آباء یسوعیین بیروت میں، اور

---

[1] معجم المؤلفین (۱۱/۱۴۱) [2] کشف الظنون (۲/۹۹۸) [3] ضحی الاسلام (۱/۲۲۱) [4] معجم المؤلفین (۵/۲۲۳)

[5] فہرس المخطوطات المصورۃ (۱/۵۱۴) [6] معجم المؤلفین (۲/۱۲۲) [7] کشف الظنون (۲/۱۲۱۶)

دوسرا برٹش میوزیم لندن میں محفوظ ہے[1]

۸ - الاسد والغواص -

مجہول المصنّف - اس کتاب کے بارے میں سید فواد لکھتے ہیں[2]: "وھو کتاب یشتمل علی حکم و امثال وحکایات عن الملوك والوزراء وارباب الصنائع والحِرَف وضعہ مؤلفہ علی السنۃ الحیوانات ترویحاً للنفوس ککتاب کلیلۃ ودمنۃ"

(یہ کتاب بادشاہوں، وزیروں اور اربابِ صنعت وحرفت کی حکایات اور امثال وحکم پر مشتمل ہے، مؤلف نے ان کو دلچسپ بنانے کی خاطر کلیلہ ودمنہ کی طرح حیوانات کی زبان سے ادا کیا ہے -)

اس کا ایک مخطوطہ جو استامبول میں ۱۰۰۳ہجری میں لکھا گیا تھا (دار الکتب ۲۸۶۴ ادب - ۳۹ ق ۱۴×۲۰سم)

۹ - سیر الملوك[3] -

یہ کتاب کلیلہ ودمنہ کے ان حصوں کا ترجمہ ہے جن میں اصولِ جہانبانی اور تدبیرِ مملکت کا بیان ہے، اس کا مؤلف عمر بن داؤد بن سلیمان الفارسی ہے، اس کی ابتداء میں مؤلف نے لکھا ہے:

"فلمّا شرّفنی الملك العادل ابو الفتح محمود بن محمّد بن عمر بن شاھنشاہ بن ایوب ورسم لی بتعریب کلیلۃ المتضمن لما تنتظم المملکۃ التی ھی مزرعۃ الآخرۃ ووسیلۃ الفرقۃ الناجیۃ، مع الاشارات الی رموزہ الخفیۃ والتنبیھات علی کنوزہ الحکمۃ"

(مجھ کو جب بادشاہِ عادل ابو الفتح محمود بن محمد بن عمر بن شاہنشاہ بن ایوب نے شرف (حضوری) بخشا، اور کلیلہ ودمنہ کے ان حصّوں کے ترجمے پر مامور کیا جو انتظامِ مملکت کے بیان پر مشتمل ہیں، جو آخرت کی کھیتی اور نجات پانے والے فرقے کا وسیلۂ مغفرت ہے - ترجمے کے ساتھ ساتھ اس میں اس کے مخفی رموز کی طرف اشارے اور اس کی حکمت کے خزانوں پر تنبیہہ بھی ہے)

---

[1] بیومی: تاریخ القصۃ والنقد (ص ۲۷) [2] فہرس المخطوطات المصورہ (۱/۴۲۲) [3] ایضاً (۱/۴۸۵)

اس کا ایک نسخہ ہے جو خطِ نسخ میں ۷۲۷ ہجری کا لکھا ہوا ہے (احمد الثالث ۳۱۰۵ - ۱۱۹ ق - ۱۸×۲۶ سم)

مذکورۂ بالا تمام تصانیف کے علاوہ ایک عمومی اثر جو عربی ادب پر ہوا وہ یہ ہے، بہت سی ہندی کی ضرب الامثال عربی میں آگئیں، نیز چھوٹے چھوٹے قصوں اور حکم کی تو ایسی خاصی تعداد ہے جو کلیلہ ودمنہ کے بعد عربی ادب کی کتابوں میں جگہ پا گئے، مثال کے طور پر عربی کی ایک ضرب المثل ہے۔" الا انی ھنت (بروایت "وھنت") آگاہ ہو جاؤ کہ اب میں ذلیل ہو گیا (کمزور ہو گیا) یہ مثل امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے قتلِ عثمانؓ کے روز بلند آواز میں بیان کی تھی، یہ مثل بعینہ کلیلہ ودمنہ میں وارد ہوئی ہے ــ یہاں پر یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ حضرت علیؓ کا عہد ابن مقفع سے پہلے کا ہے۔ اس لئے اس کا ماخذ کلیلہ ودمنہ کیوں کر ہو سکتی ہے، اس لئے ڈاکٹر عبدالمجید عابدین کا یہ نوٹ کافی ہے، وہ لکھتے ہیں کہ اگر حضرت علی بن ابی طالبؓ سے اس مثل کی روایت صحیح ہے جب کہ عبداللہ بن مقفع مترجم کلیلہ ودمنہ زمانہ کے لحاظ سے آپ سے مسبوق ہے۔ تو پھر یہ بات فرض کر لینا عین ممکن ہے کہ آرامیین نے جو حجاز یا یمن میں بس گئے تھے، یہ مثل کتاب کلیلہ ودمنہ کے سریانی ترجمہ کے واسطے سے سنی ہو۔ جو ۵۷۰ مسیحی میں (اسلام سے کافی قبل) ہوا تھا[1] (باقی)

---

[1] قصۃ الادب فی الحجاز فی العصر الجاہلی (ص ۲۸۷)

اسلامی دُنیا دسویں صدی عیسوی میں

مُرتّبہ: ڈاکٹر خورشید احمد فارق صاحب

نو سو سال ہوئے جب مقدسی نے مراکش سے تاشقند تک سفر کر کے ایک کتاب لکھی تھی، یہ محمد مقدسی کے اسی مشہور سفرنامہ "احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم" کے اہم حصّوں کا ترجمہ ہے جس میں ممالکِ اسلامیہ کی تجارت جغرافیہ، معاشرت، رسوم و رواج، عقائد، زبانیں، فیشن، مختلف مقامات کی مخصوص صنعت و پیداوار، علوم و فنون وغیرہ کا دستاویزی بیان ہے۔ ص ۳۱۰، قیمت -/۵ مجلّد -/۶

ملنے کا پتہ:- مکتبہ برہان اُردو بازار جامع مسجد دہلی ۶